رجسٹرڈ نمبر اے ۲۰۲۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حب وطن از ملک سلیمان خوشتر | خار وطن از سنبل و ریحاں خوشتر
یوسف کہ بمصر بادشاہی می کرد | می گفت گدا بودن کنعاں خوشتر

پانزدہ روزہ

# کاکوری اخبار


ایڈیٹر سید محمد مشیر الدین

| | |
|---|---|
| سالانہ چندہ | عہ |
| فی پرچہ | ۲ر |

جلد ۳ | کاکوری شنبہ ۱۶ ستمبر ۱۹۴۱ء مطابق ۲۲ شعبان المعظم ۱۳۶۰ھ | نمبر ۱۰


# ادبیات

## کاشتکار

منشی نبی الحسن صاحب علوی شمیم بی۔ اے

تو اپنا ہل چلائے جا تو بیل کو ہنکائے جا | تو اپنا راگ گائے جا فضا سے سر ملائے جا
یہ کاوشیں یہ محنتیں ہیں زندگی کی نعمتیں | ملیگا انکا پھل تجھے تو اپنی جان لڑائے جا
نہ دیکھ رنگ ابر نہ کر خیال قحط کا | خدا پر ہو نظر تری اسی سے لو لگائے جا
سیاسیات سے غرض نہ جنگ سے ہو واسطہ | تجھے جو امن دیسکے اسی کا راگ گائے جا
خلوص کو نہ بھولنا یہ سادگی نہ چھوڑنا | جو وضع اختیار کی اسی سے لو لگائے جا
تپش سے آفتاب کی پسینہ آگیا تجھے | یہی عرق ہے عنبریں اسی میں تو نہائے جا
نہ دیکھ عیش ظاہری جو شہریوں کے پاس ہے | سمجھ لے اپنی زندگی کو اور مسکرائے جا
جو بیج بو رہا ہے تو امید کے یہ بیج ہیں | ضرور ہونگے بارور تو خاک میں ملائے جا

نہ جا مکان کی طرف وہاں ہے صرف مفلسی
یونہی تو ہل چلائے جا تو بیل کو ہنکائے جا

## درازی عمر کے حصول کا طریقہ

(۱) کھانے پینے میں احتیاط رکھو یعنی کھانے کیلئے نہ جیو بلکہ جینے کیلئے کھاؤ (۲) تازہ اور کھلی ہوا میں زندگی بسر کرو (۳) اپنے جسم لباس مکان اور استعمال کی ہر چیز کو نہایت صاف و ستھرا رکھو (۴) اپنے دلکو رنج حسد کینہ بغض و نفرت سے پاک رکھو (۵) محنت کرو کاہلی سے دور بھاگو کاہل آدمی کبھی طویل عمر نہیں پاتا (۶) کھلی ہوا میں ہر روز باقاعدہ اور حسب دشت ورزش کرنیکی عادت ڈالو (۷) جلد سو جاؤ اور پوری نیند لیکر طلوع آفتاب سے پہلے بیدار ہو جاؤ (۸) غصہ سے پرہیز کرو ایکدفعہ کا غصہ زندگی کا کچھ حصہ کم کر دیتا ہے (۹) چوبیس گھنٹوں میں ایک گھنٹہ بچوں کی طرح بیفکر ہو کر خوشی سے گذارو اور خوب ہنسو (۱۰) فکر غم یاس کو قریب نہ آنے دو اور ہر حال میں خوش رہنے کی کوشش کرو (۱۱) نشیلی چیزوں سے پرہیز رکھو (۱۲) اچھی بیوی کی تلاش کرو لیکن صغیر سنی میں ہرگز شادی نہ کرو (۱۳) رہنے کو مکان ہوادار اور پینے کو صاف پانی حاصل کرو (۱۴) ہفتہ میں ایک دن کامل آرام ضرور کرو (۱۵) ہواخوری کو ایک ناگوار فرض نہیں خیال کرنا چاہیے اسمیں دلچسپی لینے کی کوشش ہونا چاہیے۔

(سید محمد مشیر الدین نے یونائیٹڈ انڈیا برقی پریس لکھنؤ میں باہتمام سید توسل حسین چھپوا کر دفتر کاکوری اخبار مولوی محلہ (لال ملی) کاکوری سے شائع کیا)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

# کاکوری اخبار

جلد ۱ | کاکوری شنبہ ۱۶؍ ستمبر ۱۹۴۱ء | نمبر ۱

## مذہب

حسب ذیل دلچسپ و مفید مضمون رسالہ "اضطراب" لکھنؤ سے اخذ کیا گیا ہے۔ ناظرین اخبار سے توجہ سے پڑھنے کی درخواست اور اسکی اہمیت پر بھی غور کریں (اڈیٹر)

میں مذہب کو زندگی سے ملا کر دیکھتا ہوں۔ پیشواؤں اور عقیدتمندوں سے اسکی سچائی کا اندازہ لگاتا ہوں۔ کتابیں تو سب ہی اچھی ہیں لیکن دیکھنا یہ ہے کہ ان مذہبی کتابوں پر چلنے والے کیا ہیں۔ اور انھیں کہانتک پاس مذہب ہے وہ کس حد تک اپنے پیغمبر کے۔ اپنے دیوتاؤں اور رشیوں کے بنائے ہوئے اصولوں پر کاربند ہیں

آج فرقہ وارانہ فساد کی آواز سنکر ہر شخص کپڑے جھاڑ کر کھڑا ہو جاتا ہے۔ اکثر سمجھ کھو بیٹھتے ہیں جاہل انسانوں کا ذکر کیا انکی تو بیٹر چال مشہور ہے۔ یہاں تعلیمیافتہ طبقہ کا یہ حال ہے کہ ذاتی مفاد کیلئے لیڈر رہنے کے شوق میں سیکڑوں بے گناہوں کا خون بہاتے ہیں۔ اپنی تقریروں سے اپنے قلم سے لوگوں میں نفرت کی آگ بھڑکاتے ہیں۔ بڑھتی ہوئی لپٹ کو ہوا دیتے ہیں فرقہ وارانہ اشتعال پر تیل چھڑکتے ہیں۔ کیا اسی کا نام مذہب ہے؟ کیا یہی مذہب کی ساری کتھا ہے؟

ایک طرف اسلام خطرہ میں ہے۔ دوسری طرف گاؤکشی سے ہندو کی مذہبی بنیاد متزلزل ہے۔ سنڈے اسکول کے عام ہونے سے عیسائی نالاں ہے۔ ایک دوسرے سے لڑ مرنے کو ہزاروں بہانے ہیں لیکن خدا کی وحدانیت پر جسکا ہر شخص قائل معلوم ہوتا ہے اتحاد کسی میں نہیں۔ مسلمان خدا پر سوجان سے فدا ہے۔ ہندو ایشور، ایشور کی دھن لگائے ہے۔ عیسائی گاڈ کے گیت گاتا ہے۔ مسلمان کو یقین ہے کہ ایشور وہی ہے جسے وہ خدا کہتا ہے۔ ہندو سمجھتا ہے کہ گاڈ اور ایشور دونوں ایک ہیں عیسائی جانتا ہے کہ گاڈ اور خدا میں کوئی فرق نہیں ــــ لیکن ......؛ اس پر بھی مسلمان کتھا سنکر کانوں پر ہاتھ رکھتا ہے ہندو خدا کا نام سنکر رام، رام چینے لگتا ہے۔ عیسائی کلمہ سنکر منھ پھیر لیتا ہے۔ بنیادی اصول سب کے ایک ہیں سچائی ہر مذہب کی پشت پناہ ہے۔ ہر مذہب اچھائیوں کا مظہر ہے۔ برائیاں کسی کو نہیں بھاتیں لیکن ......؛ پیشواؤں کیلئے بھی تو کچھ کام چاہیئے۔ اگر مذہب کو اتنا ہی آسان بنا دیا جائے تو پھر ہمارے سجادہ نشین گرو مہاراج اور فادر کیا کریں گے۔ انکی زندگی کے لئے آپس کی نفرت کا زندہ رہنا ضروری ہے بنیادی اصول نہ سہی انکے خود بنائے ہوئے من گھڑت مسائل تو ہیں۔ مسلمان کے چھو جانے سے ہندو کی رسوئی ناپاک ہو جاتی ہے۔ ہندو کے باجہ بجانے سے محرم کے جلوس کی توہین ہوتی ہے۔ یہ گتھیاں کون سلجھائیگا؟ فرقہ وارانہ لڑائیوں کے لئے چندے ہوتے ہیں۔ علماء جہاد کے فتوے دیتے ہیں۔ غیر جانبدار لوگوں کی ...... زندگی وبال ہو جاتی ہے شہر کے امن کے لئے حکام بندشیں لگاتے ہیں۔ باہر والے ہنستے ہیں اور یہ ہیں کاٹنے کو دوڑتے ہیں۔ بھونکتے ہی چلے جاتے ہیں جب ذرا شورش کم ہوئی تو پھر ایک شگوفہ چھوڑ دیا۔

ہزاروں مسلمان۔ ہندو بھوک سے فاقہ کرکے جان دیتے ہیں لیکن ہمول ہستیوں کی رواداری اس بات کی متقاضی نہیں ہوتی کہ وہ انکی ایک وقت کی روٹی تک کا انتظام کر سکیں۔ جو درد ایک یتیم خانے ہیں انکی اقتصادی اور مالی حالت دگرگون ہے۔ دو دھوا آشرم کے گھوائے بیچاری بے بس بیواؤں کی عصمت بیچ رہے ہیں اور ان پر کوئی نظر کرنے والا نہیں۔ غریب گھر کے بچے گلی کوچوں میں اپنی تعلیم کا وقت بیکار گنواتے ہیں لیکن ان پر کوئی ترس نہیں کھاتا۔ لاوارث کی موت پر کوئی چار آنسو نہیں بہاتا

کسی کو اس کے کفن کی فکر نہیں اسکی آخری رسمیں ادا کرنیوالا ابھی نہیں ملتا ہے لیکن ..... ؟ اگر اس کے اعتقاد پر ذرہ بھی تفرقہ کی جھلک ہو سکتی ہے تو ایک طرف مسلمان صف آرا ہو جاتے ہیں دوسری طرف ہندو ڈھول بجانے آتے ہیں۔ کلیسا کی گھنٹیاں بجا کر پادری گرجے کے دریچوں سے جھانکتا ہے اور اس بات کا منتظر رہتا ہے کہ ان دونوں میں چل جائے تو پھر اپنی جنت کی حوروں سے سربسجدہ ہو کر کہوں کہ کاش مجھ میں آج تو وہ طاقت دیتی "قم باذنی" کہکر میں اس انسان کو صرف اتنی دیر کے لئے خواب ابدی سے جگا دیتا کہ وہ یہ کہدے کہ وہ عیسائی ہے پھر ہم اس کے استقبال کیلئے چشم براہ ہو جائینگے اور کلیسا کے سب سے شاداب چمن میں اسکی میت کو اتنی امتیازی جگہ دینگے۔ وہ جگہ جو آنیوالی ملحد نسلوں سے بزبانِ ماضی یہ کہہ سکے کہ بیسویں صدی کے دور میں بھی عیسائیوں کی روحانیت قابل ستائش تھی۔

کیا یہی مذہب ہے؟ مذہب انسانیت کا نام ہے۔ انسانیت مذہب ہے۔ خدمت خلق بلا امتیاز مذہب۔ انسان کو انسان سے زیادہ اور کیا چیز عزیز ہو سکتی ہے۔ اگر کسی شخص میں صرف انسانیت کا جذبہ ہے اسکی آنکھیں یتیم کو دیکھ کر نم ہو جاتی ہیں۔ بیوہ کو دیکھ کر اسکے دل میں ہمدردی کی ایک لہر پیدا ہوتی ہے۔ غمگین کی پیشانی سے وہ بیچارگی کا پسینہ اپنے دامن سے پونچھتا ہے۔ غریب کی مدد کرتا ہے۔ اندھے کی لاٹھی پکڑ کر اسے راستہ بتاتا ہے۔ مسافر کو اپنی منزل تک پہونچنے میں وہ ہمت کے ترانے گا کر اسکی تھکن کو دور کرتا ہے۔ بوڑھی اور لاچار عورتوں کو اس کے جوان بچہ کی موت پر دلاسا دیتا ہے۔ سہاگن کے بیوہ ہو جانے پر سماج سے باغی ہو کر اسکے لئے ایک دوسرا چمن لگاتا ہے۔ جاہل کو جوہر علم سے جوان کرتا ہے۔ ایسا شخص اس دنیا میں قائد اعظم ہے۔ اس کے مذہب کو جسکا کلمہ انسانیت ہو جس کا پیغمبر صداقت ہے جس کا خدا حسان طینت ہے اسکو زمانے کے مولوی اپنی شریعت کے غبار میں اڑ کر بھی چھو نہیں سکتے۔ پنڈتوں کے رنگ برنگ سجے ہوئے ماتھے اپنی خود بینی کی کھڑاؤں پر بھی چل کر نہیں پا سکتے۔ پادری اپنے تمام کلیسائی نغموں میں محویت کے متلاشی اگر چاہیں کہ اس انسان کے سرور کو پہونچ جائیں جس کا مذہب انسانیت ہے تو انکے لئے یہ ناممکن ہے۔

مذہب کی بیجا پابندیوں سے خود ساختہ رسوم نے ان تمام کو اس قدر محدود کر دیا ہے کہ وہ جتنا روحانیت سے قریب تر ہونا چاہتے ہیں اتنا ہی مذہب کے خود نمائی انھیں اپنے بنائے ہوئے دائرے کا چکر لگاتے رہنے پر مجبور کر دیتی ہے۔

یہ مذہبی نرغے جس سے انکی تمام امیدیں وابستہ تھیں جس پھوار سے وہ سمجھتے تھے کہ انکے چمن کی کلیاں شباب لائینگی جنھوں نے کلید جنت اپنے ہاتھ میں لیکر دوسروں کو شمع دکھلانیکا دعویٰ کیا تھا۔ آج وہ چراغ ٹمٹا رہا ہے۔ وقت جلدی اسکو چراغ سحری بنانیکا منتظر ہے پھر اس مذہب کے اندھیرے میں پیشوا دیوانہ وار خود ہی سہارے کی تلاش میں اپنے بھاری بھرکم لبادے اتار کر سچائی کی طرف دوڑینگے۔ انکو معلوم ہو جائیگا کہ عوام سے مذہب کی آڑ لیکر اپنی پرستش کرانا انکا کام نہ تھا۔ انکا کام وحدانیت کے سبق پڑھانا اور انکی اخلاقی قوتوں کو ابھارنا تھا۔ مندر میں سونے کی مورتی رکھکر دیوداسیوں سے رقص کرانا۔ مسجد میں گھی کے چراغ جلا کر بھولی بھالی عورتوں سے مرادوں کی دعائیں منگوانا۔ کلیسا میں تر ہو جبینوں پر پاک پانی کی چند بوندیں ڈالدینا۔ پادری سے گناہوں کا اعتراف کر لینے پر حضرت عیسیٰ کے دامن سے فراک کا کونہ خیالی گھٹا میں منسلک کر دینا۔ پارسیوں کی کبھی نہ بجھنے والی آگ میں صندل کی لکڑی ڈالکر گناہ کا کفارہ دینا۔ ان سب سے انسانیت کو کیا فائدہ پہونچ سکتا ہے اور وہ مذہب جو انسانیت کو اونچا نہ کر سکا اسکے پیرو زندگی کی جدوجہد کا کیا مقابلہ کر سکیں گے۔

ہمارے مذہبی پیشوا یہ سمجھتے ہیں کہ ماتھوں پر سجدوں کے نشان سفید داڑھیوں پر عطر کی خوشبوئیں۔ صاف جبینوں پر سیندور کی لکیریں سینوں پر صلیب کے نشان انکی مغفرت کرائینگے۔ لیکن شائد وہ یہ نہیں جانتے کہ زندگی کا مقصد غریب دوستی

علم پرستی۔ جذبۂ انسانیت، سماج کی بندشوں سے بغاوت انسانیت کے حقوق کی حفاظت اور سچی ہمدردی ہے۔ زندگی ہی مذہب ہے جو مذہب زندگی کے مسائل حل نہ کر سکا کیا وہ مذہب مذہب کہا جا سکتا ہے؟

(راقم نسیم، سندیلوی)

(ماخوذ)

# ڈھونڈھتا ہوں

بیتاب ہوں، بیقرار ہوں، مضطرب ہوں، پریشاں ہوں، تڑپتا ہوں لیکن تجھے نہیں پاتا۔ تو کہاں ہے؟ ڈھونڈھتا ہوں شب کی تاریکیوں میں۔ دنیا کی باریکیوں میں گل و بلبل کی محبت میں شب کے ستاروں میں آبشاروں میں لالہ زاروں میں۔ چاند کے داغوں میں۔ دل کے پھپھولوں میں۔ بارش کی ننھی ننھی بوندوں میں خاروں کی نوکوں میں آبشاروں کے ترنم ریزیوں میں۔ سمندر کی طوفاں انگیزیوں میں۔ دنیا کے لیل و نہار میں۔ صحرا کے ذروں میں جنگل کے خاروں میں ڈھونڈھتا ہوں۔ لیکن تجھے نہیں پاتا تو کہاں ہے؟ ڈھونڈھتا ہوں! اگلوں کی ہنگھڑیوں میں کوہسار کے سبزے میں۔ پہاڑوں کی بلندیوں میں۔ زمین کی پستی میں بادل کی اودی اودی گھٹاؤں میں۔ برق طپاں کی جھلک میں آنکھ کی پلک میں ڈھونڈھتا ہوں۔ لیکن تجھے نہیں پاتا۔ تو کہاں ہے؟ کملی والے آقا کی کملی کو نورانی بنانے والے۔ موسیٰ کو کوہِ طور پر جلوہ دکھلانے والے۔ نانک کو اپنی طرف راغب کرنے والے، ٹوٹے ہوئے دلوں کو مدتوں کے بعد جوڑنے والے سات آسمانوں و زمینوں کو بے ستون کھڑا رکھنے والے تیرا متلاشی ہوں تجھے ڈھونڈھتا ہوں۔ تو کہاں ہے؟

آ! میرے دل کی بے تابی مٹا۔ میری آنکھوں کو اپنا جلوہ دکھا، میرے دل پر اپنا آسن جما۔ آ۔ مدت سے تیرا متلاشی ہوں۔ تیرے انتظار میں ہوں تجھے ڈھونڈھتا ہوں۔ لیکن نہیں پاتا تو کہاں ہے؟

اے موہنی اور نورانی جھلک والے اگر تو مجھ سے روٹھ گیا ہے۔ تو میں تجھے منانے کے لئے بیتاب ہوں مجھے زیادہ بے تاب نہ کر۔ آ مجھے اپنا کر لے۔ میں تیرا ہوں۔ کیونکہ تو مجھے بنانے والا ہے۔ مجھے اپنے ہی رنگ میں رنگ لے۔ مجھے دنیا کے گناہوں سے بچا لے اور صراط مستقیم پر لگا لے۔ تو رہبر ہے۔ بھولے بھٹکے کو راستہ دکھانے والے آ مجھے بچا لے۔ مجھے دنیا کے حرص و ہوا سے بچا لے۔ کیوں میں تیرا ہوں۔ ایک بار نظر آ۔ خواہ کسی روپ میں آ۔ کیونکہ میں تیرا ہوں اور تجھے ڈھونڈھتا ہوں۔

محمد اشرف خان عطاؔ

# کھٹمل اینڈ سنز

از مصلح الدین احمد صاحب تبسم

مجھے کہنا تو نہیں چاہئے تھا مگر اصلیت ایک نہ ایک دن ظاہر ہی ہو کر رہتی ہے کبھی نہ کبھی تو کھل ہی جاتا پھر میں خود ہی کیوں نہ کہہ ڈالوں کہ دنیا میں سب سے زیادہ اگر کسی کو مجھے محبت ہے تو کھٹملوں کو اور شاید اس بات پر دوسروں کو رشک بھی ہو مگر آپ سے یہ عرض کرتا ہوں کہ مجھے تو اس کا چٹکی بھر بھی غرور نہیں ممکن ہے کہ لوگ اس چیز کا باعث میری گندگی کو ٹھہرائیں مگر مجھے اسکی مطلق پرواہ نہیں۔

جب مجھ سے کوئی دریافت کرتا ہے کیا تم تنہا ہی رہتے ہو تو میں بیدھڑک کہہ دیتا ہوں نہیں اور یہ ایک حقیقت بھی ہے۔ کیونکہ جس کمرہ میں میں فروکش ہوں اس میں تین عدد کلیناں ایک عدد چوہیا صاحبہ، دو بلی کڑیاں اور تخمیناً ۲۰۰ کھٹمل صاحب و بیگم صاحبہ مع بال بچوں کے مقیم ہیں۔

اور باوجود اس کے کہ یہ صاحب و بیگم صاحبہ اور بال بچے مجھ سے بہت محبت کرتے ہیں مگر مجھے افسوس ہے کہ میں کبھی ان کی اس محبت کا جواب محبت سے نہ دے سکا اور

اسی وجہ سے میں انکو انکی جگہ پر فوراً پھونچا دیا کرتا ہوں اور وہ جگہ جسقدر مجھ سے دور دراز ہوتی ہے خوشی ہوتی ہے انکے ساتھ عرصہ دراز سے رہتے رہتے اٹھتے بیٹھتے مجھے کھٹملوں کی زندگی کا ایسا تجربہ ہوگیا ہے کہ میرا دعویٰ ہے کہ کوئی دوسرا شخص اس معاملہ خاص میں میرا ہمسر نہیں ہوسکتا۔

میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اسکو بیان کیونکر کروں لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کھٹملوں کو ادبی زندگی بہت پسند ہے کیونکہ وہ ہر وقت میری کرسی ہی میں ڈٹے رہتے ہیں میرے پاس صرف ایک کرسی ہے اور متذکرہ صدر ۲۲ میں سے ۳۰۰ کھٹمل تو اسی پر قبضہ جمائے رہتے ہیں اور باقی ستائیس غالباً ان کے اردگرد پہرہ دیا کرتے ہیں۔

بہت تلاش اور تجسس کے بعد یہ پتہ چلا ہے کہ کھٹمل بہترین زوج اور باپ ہوتے ہیں شادی کے بہت شائق ہوتے ہیں اس حالت میں وہ مکھی سے مختلف ہوتے ہیں، مکھی کی اخلاقی حالت بہت گری ہوئی ہے، وہ تمام مکھیاں جو مجھ پر کبھی جیتی ہیں انھوں نے مجھسے برابر اقرار کیا ہے کہ انکو شراب، عورت اور نغمہ سے بہت دلچسپی ہوتی ہے۔ خصوصاً آخر الذکر سے جو کہ خصوصاً دوپہر کو سوتے وقت بہت ہی ناقابل برداشت ہوجاتا ہے، اس کے علاوہ وہ برہنگی کی بھی حامی معلوم ہوتی ہیں۔ ہمیشہ ننگی ہی رہتی ہیں خواہ کتنا ہی سرد موسم کیوں نہو۔

سب سے زیادہ عزیز ترین خصوصیت کھٹمل کی یہ ہے کہ وہ کبھی رات گئے تک انتظار نہیں کرتا ادھر آٹھ بجے اور وہ بستر میں داخل، اپنا بستر نہ سہی کسی دوسرے ہی کا سہی مگر وہ کبھی ایک لمحہ کی دیر نہیں کرتا برخلاف اسکے مکھی میں ذرا سا بھی صبر نہیں ہوتا خصوصاً اس وقت تو اسکے صبر کی آزمائش ہی ہوجاتی ہے جب وہ کسی بچے کا کھوپڑا دیکھ پاتی ہے اس سے کسی صورت پر بن ہی نہیں پڑتا کہ وہ اس پر جلدی سے لپک کر قبضہ نہ جمالے اور پھر اس کی یہ عادت بھی بہت بری ہے وہ رات بھر ناچتی گاتی رہتی ہے اور جس طرح دوسرے معزز کیڑے مکوڑے کبھی کبھی ممالک غیر کا سفر کیا کرتے ہیں وہ نہیں کرتی۔

مکھی کے متعلق اگر آپ معلومات حاصل کرنا چاہتے ہیں تو میری مشہور و معروف اور مقبول عام تصنیف "مکھی کی خانگی زندگی" کا مطالعہ فرمائیے جسکے متعلق مطابع نے بہت صدائے تحسین و آفرین بلند کی ہے۔

"مصنف کی معلومات مکھی کے متعلق غیر معمولی ہیں وہ اس بحث کو بہت ہمدردی کیساتھ اٹھاتے ہیں اور نئے نئے معلومات فراہم کرتے ہیں، انکی یہ تصنیف عالمگیر دلچسپی کا مرکز ہے۔" القوم، مورخہ ۲۶ مئی سنہ ۴۰ ف

"یہ کتاب "مکھی کی خانگی زندگی" سال کی بہترین تصنیف ہے، مضمون زیر بحث کے ہر گوشہ کو نہایت خوش اسلوبی سے روشنی میں لایا گیا ہے، اسکا ایک باب "مکھی اور رات کی انجمنیں" اس قدر دلچسپ ہے کہ کتاب کی قیمت وصول ہوجاتی ہے، کسی نہ کسی طرح اس کا مطالعہ ضرور کیجئے لطف سے خالی نہوگا۔" الحفیظ، مورخہ ۴۴ر اسفندار سنہ ۴۸ ف

موسیقی کا اثر کھٹمل پر بھی خوب خوب ہوتا ہے یہ صاحب بھی جب کبھی ریڈیو پر کسی عمدہ گانے والی کی آواز سن پاتے ہیں تو وجد کرنے لگتے ہیں اور سائنٹفک دماغ رکھنے والوں کو یہ معلوم کرکے بڑی مسرت ہوگی کہ جب کبھی یہ کسی مشروب شے کو دیکھ پاتے ہیں تو آپے سے باہر ہوجاتے ہیں مگر یہ بات ہم سے ایک پروفیسر نے کہی تھی اس کا عذاب ثواب انکی گردن پر، اب وہ مشروب شے کیا ہو یہ پروفیسر نے ہمکو نہیں بتایا لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ وہ شراب نہیں ہوتی کیونکہ پروفیسر سے ہم لوگوں نے قسم لے لی تھی کہ وہ شراب کو کبھی اپنے کمرہ میں نہ آنے دیگا۔

بہر حال ان تمام خصوصیات کے بعد بھی اگر آپ لوگ بیچارے کھٹملوں کے ساتھ تعصب رکھتے ہیں اور انکے خون کے پیاسے ہیں تو ذیل میں اسکے چند تیر بہدف نسخے درج کئے جاتے ہیں آزما کر دیکھئے اور اس کمترین کو دعائے خیر سے یاد کیجئے۔

۱. کھٹمل کو پکڑ لیجئے، ایک چوڑے شہتیر پر رکھئے اور اس پر

تھوڑا سا پسا ہوا کوئلہ ڈال دیجئے، دیکھئے وہ کسقدر مسرور ہوگا۔ ایک مختصر سا پتھر کا ٹکڑا اٹھا لیجئے اسکو ایک فٹ دو انچ ہوا میں بلند کیجئے اور تیزی سے اسکے سر پر دے مارے اور ایک .... حاذق الملک قسم کے ڈاکٹر کو بلا کر اس کی نبض دکھا دیجئے کہ آیا وہ مر چکا ہے کہ نہیں اسکے بعد بہترین طریقہ پر اس کی تجہیز و تکفین کر دیجئے (کھٹمل کی، ڈاکٹر کی نہیں)

۲۔ قانون دفاع کے ماتحت کھٹمل کو گرفتار کر لیجئے اور مذکرہ صدر ترکیب حسب ضرورت تحریف کے بعد کیجئے

۳۔ کا مرس ممبر سے درخواست کیجئے کہ کھٹمل کی درآمد پر سخت قیود عائد کر دے۔

نوٹ:۔ ہر آلہ جو مذکرہ صدر ترکیب مندرجہ کرتا ہے اور ہر قسم کی امداد کھٹمل سے متعلق آپکو اشتہار کمپنی، لامکان منزل عدم آباد کے پتہ سے بآسانی مل سکتی ہے فقط

# تیری یاد

گلشن عالم کے اس پھول کے نام جو عین بہار میں مرجھا گیا

وہ ملیح حسن جسکے نظارہ سے تاروں کی بھی آنکھیں جھپک جاتی تھیں وہ نورانی چہرہ جس سے مہتاب خود شرماتا تھا اور وہ پیاری آنکھیں جنھوں نے بارہا صدف کو دعوتِ مقابلہ دی۔ اب میری نظروں سے نہاں ہیں۔

پیاری لڑکی! کاش مجھے معلوم ہوتا کہ تو اسقدر جلد موت کے تاریک بادلوں میں چاند کی طرح چھپ جانیوالی ہے۔ تاکہ میں تیرے گلاب کو شرمانے والے گالوں کو اچھی طرح دیکھ سکتی۔ تیرے رشک سنبل گیسوؤں کی خوشبو سے مشام جان کو معطر کر سکتی۔ اور تیرے غنچہ ساں لبوں سے نکلتی ہوئی نغمہ صفت آواز زیادہ عرصہ تک سن سکتی۔ تیری مسکراہٹ کلیوں کو شرماتی تھی۔ کیونکہ کلیاں ذرا دیر تک مسکرا کر کمھلا جاتی ہیں اور تیرے ۔ آہ! تیرے پیارے لبوں پر وقت نزع بھی مسکراہٹ کھیل رہی تھی جب موت کے فرشتہ نے تیری سبکبار روح کو اپنے آغوش میں لیا تو ہر ایک یہی سمجھا کہ تو خواب ناز میں محو کوئی دلکش خواب دیکھ رہی ہے۔ تو بیشک خواب دیکھ رہی تھی۔ مگر اس دنیا کا نہیں یہ جنت الفردوس میں حوروں کیساتھ آنکھ مچولی کھیلنے کا خواب تھا۔

پیاری لڑکی! سنتی ہوں کہ جنت الفردوس میں شہیدوں کا مرتبہ اعلیٰ ہوتا ہے۔ تو بھی شہید تھی۔ مگر شہید جفا۔ کیا تو بارگاہ خداوندی میں میرے لئے ایک درخواست نہیں کر سکتی؟۔ مجھے اپنے پاس بلا لینے کی درخواست۔ مگر نہیں۔ تو ایک معصوم پھول تھی جو خزاں سے پہلے مرجھا گیا۔ گنہگار دنیاداروں کا تیرے پاس کیا کام!

جبتک تو زندہ تھی۔ تو میری روح تھی۔ مگر اب کہ تو اپنے اصلی وطن میں پہونچ گئی ہے۔ تو میرے تخیل کی پیداوار معلوم ہوتی ہے اگر تو واقعی میرا خیال تھی تو کاش میں خواب ہی میں رہتی۔

پیاری لڑکی۔ تو حقیقت تھی یا افسانہ۔ وہ حقیقت باطل اور افسانہ ختم ہو چکا ہے اب تو مجھے بتا کہ میں تیرے بغیر کیا کروں؟ مجھے ہر وقت محسوس ہوتا ہے کہ تو زندہ ہے۔ اور میرے ساتھ ہے مگر میری آنکھیں تیرا جمال کیوں نہیں دیکھ سکتیں۔ میں موسیقی کی دلکش تانیں سنکر چونک پڑتی ہوں۔ مجھے ان پر تیری آواز کا دھوکا ہوتا ہے۔ میں سیاہ بادلوں کو دیکھ کر گھبرا جاتی ہوں میں سمجھتی ہوں کہ تو نے اپنے ریشمی بال پھیلا دیئے ہیں۔

جھلملاتے ہوئے تاروں پر مجھے تیری ڈبڈبائی ہوئی آنکھوں کا شبہ ہوتا ہے۔ اور چاند کے نورانی چہرہ میں میں تیرا ہی عکس دیکھتی ہوں۔ مگر پھر بھی تجھکو نہیں دیکھ سکتی قدرت کی دلفریبیاں تیرا نعم البدل نہیں ہو سکتیں۔ میری دوست بتا میں تجھے کہاں ڈھونڈوں کس جگہ تلاش کروں؟ تو ہر وقت میرے پاس رہنے پر بھی مجھ سے دور ہے۔ فقط

بیگم ۔ ایس ۔ نگار عباسی

اندرا پور

# وطن کی خبریں

نوٹ :۔ اعزہ احباب و جملہ اہل وطن سے جو باہر ہیں خواہ وطن میں گزارش ہے کہ اپنے یہاں کی قابل اندراج خبریں اور اطلاعات دفتر میں روانہ کرکے مشکور کرتے رہیں۔ (اڈیٹر)

موسم :۔ یکم ستمبر کو سہ پہر کے وقت جو سلسلہ بارش کا شروع ہوا تھا وہ وقفہ وقفہ سے ۳ ستمبر تک قائم رہا اور تین دن کافی بارش ہوئی۔ اور یہ سلسلہ کم و بیش ۱۰ دن جاری رہا اکثر روزانہ شب و روز میں کئی کئی بار پانی برس جاتا۔ بیشتر بادل آسمان پر چھائے رہتے ہیں جب دھوپ نکلتی ہے تو نہایت تیز ہوتی ہے۔ موسم میں تبدیلی محسوس ہونے لگی ہے۔ پانی جب برستا ہے تو دن میں ٹھنڈک رہتی ہے۔ رات سے گئے اب کچھ خنکی معلوم ہوتی ہے خدا کا شکر ہے کہ گذشتہ عشرہ میں بارش بروقت ہوئی اور قحط کا جو اندیشہ کیا جاتا تھا وہ رفع ہو گیا۔ ابتدائی فصل کے اجناس کو کچھ نقصان پہونچا۔ اب بارش پہ چھوٹی جوار اور دھان کی پیداوار کو اس بارش سے کافی نفع پہونچا بیان کیا جاتا ہے اور آئندہ فصل ربیع کو یہ بارش بہت مفید ثابت ہوگی۔

آب و ہوا :۔ وبائی شکایت نہیں سنی گئی۔ نزلہ و زکام کی وجہ سے لوگوں کو بخار آنے کی اطلاعات ملی ہیں۔ ملیریا بخار کی بھی شکایت سنی گئی ہے جو بے احتیاطی کے باعث ٹائیفائڈ میں منتقل ہو جاتا ہے۔

ولادت :۔ ۷ اگست ۴۰ء کو بخانہ مولوی احتشام الدین علوی دمولوی محلہ، لڑکا پیدا ہونے کی اطلاع ملی ہے اور معلوم ہوا ہے کہ زچہ و بچہ بخیریت ہیں۔ اللہ تعالیٰ بچہ کو عمر طبعی کو پہونچائے اور صاحب اقبال ہو۔

وکٹری ڈے :۔ ماسٹر راحت حسین صاحب ہیڈ ماسٹر اطلاع دیتے ہیں کہ ۳ ستمبر ۱۹۴۰ء کو مدرسین و طلبائے مڈل اسکول اور پرائمری مدارس کاکوری نے بسلسلہ "وکٹری ڈے" صبح کے وقت "وی" کی جھنڈیاں۔ مختلف کتبے اور پوسٹر لیکر فتح کے متعلق نظمیں پڑھتے ہوئے تمام قصبہ کا گشت کیا۔ ۱۱ بجے واپس ہوکر باوجود بارش کے فراہمی چندہ اور سہ پہر کے جلسہ کی طیاری میں مشغول ہوئے۔ ٹھیک ۴ بجے پرائمری اسکول کی عمارت میں زیر صدارت جناب قاضی راشد علی خاں صاحب بی، اے رئیس و چیرمین ٹاؤن ایریا کمیٹی جلسہ عام شروع ہوا حمد و نعت سے جلسہ کا آغاز کیا گیا۔ طلبا نے مختلف نظمیں پڑھیں۔ مدرسین نے جنگ کے حالات حاضرین کو بتلائے آخر میں جناب صدر نے جنگی تصاویر دکھاتے ہوئے سرکار برطانیہ کی قوت و طاقت پر روشنی ڈالی اور ہٹلرزم کی بربریت کی وضاحت کی۔ عام طور پر لوگوں کو جنگ میں حصہ لینے اور سلطنت انگلشیہ کی امداد کرنے کی حاضرین کو تلقین موثر پیرایہ میں کی جس کا اثر خاصا ہوا۔ اور چندہ کی رقم مبلغ ۹ جو مدرسین نے جمع کی تھی اس میں۔ قاضی صاحب موصوف نے بقیہ رقم عطا فرما کر پورے دس روپیہ کر دے جو اسی دن صدر روانہ کر دیئے گئے۔ جلسہ بہت کامیاب رہا۔ اجتماع اچھا تھا۔

صحت و سکون :۔ (۱) عین الدین سلمہ خلف یقین الدین علوی دمولوی محلہ، اب بفضلہ اچھا ہے گذشتہ ہفتہ میں غسل صحت ہوا ابھی کمزوری ہے جو انشاء اللہ بتدریج رفع ہوکر سابقہ صحت عود کرائے گی۔

(۲) بیوہ قاضی علیم الدین مرحوم دمولوی محلہ، کو گذشتہ ہفتہ میں پھر شدید بدہضمی کی شکایت ہو گئی تھی۔ ایک شبانہ روز بکثرت دست آئے اور کئی بار قے بھی ہوئی۔ پیشاب بالکل بند ہو گیا تھا۔ حالت تشویشناک ہو گئی تھی۔ مقامی ڈاکٹر کے علاج سے فائدہ ہوا اب بفضلہ تعالےٰ اچھی ہیں اور اب ڈاکٹر نے ہلکی غذا کی ہدایت کی ہے۔ ضعف و نقاہت البتہ ابھی ہے۔ خداوند کریم نے اپنا بڑا فضل کیا۔

علالتیں :۔ شیخ فخر الحسن صاحب کے متعلق معلوم ہوا ہے کہ پیر میں ایک پھنسی نکل آئی تھی جس نے بہت طول کھینچا۔ پیر متورم ہو گیا تھا اور پھنسی میں سوزش تھی۔ چلنے پھرنے میں تکلیف ہوتی

بمقابلہ پہلے کے شدائد میں کمی ہے لیکن زخم ابھی پورے طور پر مندمل نہیں ہوا اللہ تعالے موصوف کی تکلیف جلد دفع فرمائے

(۲) قاضی افتخار علیخان صاحب عباسی کے متعلق کلکتہ کی تحریر سے معلوم ہوا ہے کہ مرض کے شدائد میں کمی محسوس ہوتی ہے ہاتھ اور پیر میں اب کچھ جنبش بھی ہوتی ہے۔ ڈاکٹر نے بہت ہلکی غذا بھی تجویز کر دی لیکن ابھی دماغی حالت قابل اطمینان نہیں ہے، کمزوری بھی بہت ہے۔ یہاں تمام اعزہ موصوف کی علالت سے بہت پریشان ہیں مساجد میں ممدوح کی صحت کیلئے دعاؤں کا انتظام کیا گیا ہے۔ اللہ جل شانہ قاضی صاحب کو جلد بالکل صحیح و تندرست فرمائے۔

(۳) اہلیہ مسٹر ثابت علی عباسی (قلعہ) بغرض علاج لکھنؤ گئی تھیں ایکماہ کے بعد واپس آگئیں۔ علاج سے کچھ زیادہ فائدہ نہیں ہوا۔ مشہور لیڈی ڈاکٹر مس ڈگلس نے بلا اپریشن مرض سے ازالہ ناممکن بتایا اور بعد ختم برسات عمل جراحی کرنا تجویز کیا ہے۔ چلنے پھرنے کی ممانعت کی ہے اس وقت سابقہ شدائد میں کمی ہے۔ دواؤں کا استعمال جاری ہے۔

(۴) مولوی حامد حسن علوی کے متعلق بمبئی سے اطلاع ملی ہے بجلی کے طریقہ علاج سے فائدہ ہو رہا ہے اور مرض کی شدت میں کافی کمی محسوس ہو رہی ہے۔ خداوند کریم جلد صحت کاملہ عطا فرمائے۔

(۵) رامپور کی اطلاع سے معلوم ہوا کہ طارق اصغر علی نبیرہ شیخ اظہر علیخاں عباسی (آزاد) کے جگر میں کچھ خرابی پیدا ہو گئی ہے۔ ڈاکٹر نے ازالہ مرض کے ساتھ ساتھ قوت قائم رکھنے کی دوائیں تجویز کی ہیں۔ اللہ تعالے بچہ کو جلد صحیح و تندرست فرمائے۔

(۶) منشی محمد نسیم علوی (محلہ گڑھی) لکھنؤ سے واپس آگئے ہیں ہومیوپیتھک علاج ترک کر دیا ہے۔ ڈاکٹری علاج شروع کیا ہے ابھی طبیعت قابل صحت نہیں ہے، حرارت رہتی ہے اور کبھی تیز بخار آجاتا ہے۔ اب ریاست ٹونک ڈاکٹر حکیم احمد علوی کے پاس بغرض علاج گئے ہیں خداوند کریم تندرستی کیساتھ واپس لائے۔

(۷) اہلیہ حاجی اعجاز علیخاں (چاند محل) کو سنا ہے کہ آنکھ قدح کرنے خیرآباد گئی ہیں۔ باری تعالیٰ موصوفہ کو بخیریت واپس لائے اور آنکھ کا اپریشن کامیاب ہو کہ سابقہ بینائی عود کرے

(۸) ماسٹر اظہار حسن (ساگر) کو شدید پیچش ہو گئی ہے اور پیشاب میں خون بھی آتا ہے حکیم محمد اسمٰعیل خان معالج ہیں۔ جنھوں نے مرض پر قابو حاصل کر لیا ہے اور امید دلاتے ہیں کہ شکایات انشاء اللہ جلد دفع ہو جائینگی ماسٹر صاحب کی صحت کیلئے ہم دست بدعا ہیں۔

متفرقات:۔ (۱) معلوم ہوا ہے کہ قاضی راشد علیخان عباسی بی۔ اے کو گورنمنٹ نے ڈسٹرکٹ جیل لکھنؤ کا غیر سرکاری وزیٹر نامزد کیا ہے۔

(۲) سنا گیا ہے کہ منشی انعام اللہ بی اے نبیرہ حاجی مولوی سعداللہ مرحوم کا انتخاب بھی ایمرجنسی کمیشن میں ہوا ہے۔ وہ اور مولوی نصیرالدین حیدر ٹریننگ کیلئے بنگلور (ریاست میسور) بھیجے گئے ہیں۔ خداوند کریم دونو کو عزائم میں کامیاب فرمائے۔ (۳) مسٹر شجاعت علی عباسی۔ بی اے ال۔ ال۔ بی جو ۱۲ سال کے بعد وطن آئے تھے چار ماہ کے قیام کے بعد اورنگ آباد دکن، واپس گئے۔ (۴) ڈاکٹر سید محمد ہاشم جو اپنے یہاں قیام کے زمانہ میں بہت ہردلعزیز تھے اور بسلسلہ علالت رخصت پر اپنے وطن گئے تھے کسی سرکاری کام سے لکھنؤ آئے تھے۔ اپنے احباب سے ملنے کاکوری بھی آئے۔ معلوم ہوا کہ ڈاکٹر صاحب ممدوح نے بوجہ خرابی صحت پنشن کی درخواست دیدی ہے۔ قصبہ کے ہر طبقہ کے لوگوں کو ڈاکٹر صاحب کے یہاں سے جانیکا قلق و افسوس ہے۔ اور خود ڈاکٹر صاحب بھی متاثر معلوم ہوتے تھے۔

ریاست حیدرآباد کی اطلاعات:۔ (۱) ۲۴ اگست ۱۹۴۱ء کو منشی نیاز علی علوی (کوٹھی تلہ) کی دختر دوم کا عقد ہوا تھا اور اسی دن رخصتی عروس عمل میں آئی۔ اللہ تعالیٰ مبارک فرمائے۔ ہم منشی صاحب موصوف کو مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

(۲) مولوی نظام الدین حیدر عباسی نے یکم شعبان ۱۳۶۰ھ کو اپنی خدمت نظامت محکمۂ زراعت کا جائزہ دو صاحبوں کو دیدیا۔ فی الحال چار ماہ کی رخصت ہے، جنوری ۱۹۴۲ء سے پنشن پا جائینگے۔ بعض ضروری انتظامات کی وجہ سے چند روز کیلئے حیدرآباد میں ٹھہر گئے ہیں۔ عنقریب وطن روانہ ہونگے۔

(۳) مولوی مصلح الدین اسیر کی طبیعت پہلے کے مقابلہ میں اچھی ہے۔ موصوف حمایت ساگر بغرض تبدیل آب و ہوا گئے تھے۔ چونکہ وہاں کی آب و ہوا کا اثر اچھا محسوس ہو رہا ہے لہذا وہیں مستقل قیام کر کے کسی کاروبار کو شروع کرنیکا قصد ہے۔ باری تعالیٰ صحت و تندرستی کیساتھ کاروبار میں کامیاب فرمائے۔